© rasailojaraid.com



یادِ رفتگاں

مولانا عبدالجبار سلفی

# آہ! شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

چمنستانِ رسالتؐ کا یہ بلبل تقریباً ستاسی سال قبل، یعنی ۱۹۱۸ء میں اس دنیا میں تشریف لایا اور تقریباً پینسٹھ سال تک مختلف گلستانوں میں چہچہاتا رہا اور وما جعلنا لبشر من قبلك الخُلد کے ازلی قانون کے تحت ۶/اگست ۲۰۰۵ء میں ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا۔ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے لحن داوٗدی عطا فرمایا تھا اور جب آپ اپنی رسیلی اور سُریلی آواز سے قرآن کی آیات اور حضرت رسالت مآبؐ کی مدح میں اشعار پڑھتے تو لاکھوں سامعین وجد میں آکر جھومنے لگتے۔ آپ نے کراچی تا خیبر چاروں صوبوں میں لاتعداد جلسوں سے خطاب کیا، آپ کی زبان میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بلا کی تاثیر رکھی تھی۔ جس جلسہ میں آپ کا خطاب ہوتا اسے سننے کے لئے دیہاتوں کے گنوار اور شہروں کے متمدن لوگ یکساں طور پر کشاں کشاں چلے آتے۔ عموماً آپ کا وعظ رات ڈیڑھ دو بجے شروع ہوتا اور اذانِ فجر تک جاری رہتا۔ سامعین آپ کے وعظ کو یوں خاموش ہوکر سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور اُنہیں یوں معلوم ہوتا تھا کہ وحی الٰہی اب ہی نازل ہورہی ہے۔ بڑے سے بڑے مذہبی مخالف اپنے نرم وگرم بستروں کو چھوڑ کر آپ کی مجلس وعظ میں آ بیٹھتے تھے۔

آپ کے فرقہ پرست مخالف بھی آپ کے جادو اثر وعظ سے بڑے خوفزدہ رہتے تھے۔ ان کے خوف کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ اپنے وعظ میں دشنام طرازی کریں گے بلکہ اس وجہ سے کہ آپ ان کی دہکائی ہوئی فرقہ پرستی کی آگ کو بجھا دیں گے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی میں مذہبی مخالفین کو مار کر سوشہید کا ثواب حاصل کرنے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ہی آپ کے معتقدین نے زندگی بھر کسی مذہبی مخالف کے جذبات مجروح کیے۔ آپ نے زندگی بھر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ احسن انداز میں انجام دیا۔ آپ کا پُر اثر وعظ سن کر کتنے سود خوروں نے سود خوری سے اور رشوت خوروں نے رشوت خوری سے توبہ کرلی بلکہ آپ کے ایک وعظ میں سولہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com



کے قریب پولیس افسروں نے وردیاں اُتار کر پولیس ملازمت ہی چھوڑ دی جس کی وجہ سے آپ پر مقدمہ قائم ہوگیا۔

راقم الحروف بذاتِ خود بہت سے ایسے افراد کو جانتا ہے جو کسی دور میں کٹر قسم کے بدعتی تھے اور لاؤڈ سپیکروں پر اپنے مخالفین کو منکر اور گستاخ کے القاب دے کر کوستے تھے لیکن وہ آپ کی تقریر سن کر توحید وسنت کے داعی بن گئے۔ غالباً ۱۹۷۴ء کی بات ہے کہ میں نے دیپالپور کے جلسہ عام میں ایک صاحب کو آپ کی تقریر ریکارڈ کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ نے یہ ٹیپ ریکارڈ کتنے میں خریدی ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ میں نے بھینس بیچ کر یہ ٹیپ خریدی اور صرف مولانا محمد حسین کی تقاریر ریکارڈ کرنے کے لئے خریدی ہے اور مزید بتانے لگا کہ میں ابتدا میں اہل توحید کا جانی دشمن تھا اور مختلف جلسوں میں ان کے خلاف نظمیں پڑھتا اور انہیں مغلظات سناتا تھا لیکن اتفاق کہ میں نے مولانا محمد حنیف شیرنگری کی مسجد واقع بھائی پھیرو میں مولانا محمد حسین شیخوپوری کا شانِ مصطفیٰ پر وعظ سنا تو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا اور فرطِ عقیدت سے آنسو بہانے لگا اور اس دن سے قافلہ توحید ورسالت میں شامل ہوگیا اور گھر والوں سے لڑ بھڑ کر اُنہیں بھینس فروخت کرنے پر راضی کرلیا اور اس کی قیمت سے یہ ٹیپ خرید لی ہے اور اب جہاں کہیں مولانا کا وعظ ہوتا ہے، اسے ٹیپ کرنے آجاتا ہوں۔

آپ بنیادی طور پر زمیندار تھے اور راجپوت فیملی سے آپ کا تعلق تھا اور نہایت ہی بے تکلف قسم کے انسان تھے۔ ابتدا میں آپ بذاتِ خود ہی ہل چلا کر فصل کاشت کرتے تھے اور جب گوجرانوالہ، راولپنڈی، جہلم وغیرہ کے جلسوں میں خطاب کا وعدہ لینے والے آپ کے گاؤں آتے تو وہ انہیں کھیتوں میں کام کرتے دیکھ کر یقین نہ کرتے کہ آپ ہی مولانا محمد حسین شیخوپوری ہیں۔ آپ صرف واعظ نہ تھے بلکہ دانشمند مناظر بھی تھے۔ ایک مرتبہ گرین ٹاؤن لاہور کے حاجی عبدالرشید صاحب نے اپنے ہاں تقریر کے لئے مولانا محمد حسین شیخوپوری سے وعدہ لے لیا، جب آپ وقتِ مقررہ پر تشریف لائے تو مقامی عالم نے لوگوں کو مولانا کے خلاف بھڑکا دیا اور ان میں سے ایک آدمی جو کہ قتل کے مقدمے میں ضمانت پر رِہا تھا، اس نے ضمانت کنفرم ہونے کی صورت میں مولانا کو قتل کرنے کا عہد کرلیا۔ لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com



اس نوجوان کی ضمانت کینسل ہوگئی اور اللہ نے اس کے شر سے آپ کو بچا لیا۔ چنانچہ اسی رات خطاب سے قبل گاؤں کے سربرآوردہ حضرات نے آپ کو اپنے مقامی عالم سے مناظرہ کرنے کی دعوت دی، آپ نے فوراً قبول کرلی اور اس محفل میں اس مقامی عالم کے علم کی جو قلعی کھلی وہ ایک نہایت ہی مضحکہ خیز کہانی ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں ہے جو شخص دلچسپی رکھتا ہو وہ آپ کی خدمات پر مشتمل کتاب والدی و مُشفقی (ناشر: جامعہ محمدیہ، توحید آباد شیخوپورہ) کا مطالعہ کرے۔ چنانچہ اس رات آپ کی تقریر سے آدھے سے زیادہ گاؤں کے باشندوں کے سینے صاف ہوگئے اور بعد ازاں وہ نوجوان بھی داعیانِ کتاب وسنت کا جانباز سپاہی بن گیا۔

آپ کی زندگی کے آخری دنوں میں ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملکؒ اور پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقبؒ قتل کیس کے مجرموں نے انکشاف کیا کہ ہمارے پروگرام میں مولانا محمد حسین شیخوپوری کو قتل کرنا بھی شامل تھا اور اس کی منصوبہ بندی میں ہی تھے کہ ہم حیرت انگیز طریقے سے دھر لئے گئے۔ حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملکؒ اور پروفیسر عطاء الرحمٰن ثاقبؒ کے متعلق اسلامیانِ پاکستان گواہ ہیں کہ یہ علما فرقہ پرستی سے کوسوں دور تھے اور حسبۃ اللہ لوگوں کو قال اللہ و قال الرسول کی طرف دعوت دیتے تھے لیکن ستیاناس ہو آتش حسد کا کہ اس نے سینکڑوں بے گناہ علما کی طرح ان دو بے گناہ علما کو بھی اپنا لقمہ بنا لیا۔

جب مولانا کو اپنے قتل کے منصوبے پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا: ہم اپنے قتل ہونے سے کب ڈرنے والے ہیں بلکہ ہم تو اس شہادت کو قبول کرنے پر تیار ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ مخالف مسلک علما کے قتل کے بدلے سو شہید کے ثواب کا فتویٰ دینے والے مولوی بذاتِ خود یہ ثواب کیوں نہیں حاصل کرتے؟ اور بے سمجھ جذباتی نوجوانوں سے ایسے بھیانک جرم کا ارتکاب کیوں کرواتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ فرقہ پرست مولویوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اس طرح کسی بے گناہ کو قتل کرنے والا ابدی جہنمی ہے، اس کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی لیکن پھر بھی وہ قابیل کی طرح حسد سے جلتے رہتے ہیں۔ لیکن طبعی بزدلی کی وجہ سے بذاتِ خود اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرنے سے ڈرتے ہیں، البتہ بے سمجھ نوجوانوں کو اپنا آلہ کار بنا کر پھانسی لگوا دیتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com



مولانا مرحوم اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت سے ساری زندگی اتحاد بین المسلمین کے داعی رہے اور مکّے کی مثال دے کر سمجھاتے رہے کہ مسلمانوں ایک مکّے کی طرح متحد ہو جاؤ، دیکھو اکیلی انگشتِ شہادت، وسطیٰ، بنصر، خنصر اور انگوٹھا کچھ نہیں کر سکتے لیکن جب یہ متحد ہو جاتے ہیں تو مُکا بن کر بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اے مسلمانوں تم مُکے کی طرح متحد ہو جاؤ اور بنیانِ مرصوص بن کر دشمن کا مقابلہ کرو اور باہم ایک دوسرے کو قتل کر کے یہود و ہنود کا راستہ صاف نہ کرو۔ آپ نہ صرف یہ کہ اسلامیانِ پاکستان کے خطیب تھے بلکہ آپ اسلامیانِ برطانیہ، امریکہ، کویت اور سعودی عرب کے مقبول عام خطیب بھی تھے اور جہاں کہیں آپ کا خطاب ہوتا ٹیپ ریکارڈز کے انبار لگ جاتے، بقول متنبّی:

وما الدهر إلا من رواة قصائدي إذا قلت شعرًا أصبح الدهر منشدا

''زمانہ میرے قصیدوں کا راوی ہی تو ہے۔ جب میں کوئی شعر کہتا ہوں تو زمانہ اسے گانے لگتا ہے۔''

بہت سے خطبا نے آپ کی زندگی میں آپ کا سا بننے کی کوشش کی بلکہ ایک احمق خطیب نے آپ کے سامنے اپنی اس احمقانہ خواہش کا اظہار بھی کر دیا کہ کاش ایک آل پاکستان کانفرنس کا انعقاد ہو اور اس میں آپ کا خطاب ہو۔ جب آپ کا خطاب جوبن پر ہو تو آپ یکا یک اپنا خطاب بند کر کے اپنی پگڑی میرے سر پر رکھ دیں اور اعلان کر دیں کہ آج کے بعد یہ خطیب پاکستان ہے۔ آپ اس کی اس خواہش پر مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

آپ اکثر و بیشتر توحید و رسالت کی عظمت بیان کرتے اور آیاتِ قرآنیہ اتنی سریلی آواز سے پڑھتے کہ سننے والے وجد میں آجاتے اور جب شانِ مصطفیٰ بیان فرماتے تو آپ کے سر مبارک سے لے کر پاؤں مبارک تک کے اوصاف پر مبنی اشعار پڑھ کر اس انداز سے بیان کرتے کہ سامعین فرطِ عقیدت سے جھومنے لگتے۔ شانِ رسالتؐ میں آپ درج ذیل اشعار دلکش انداز میں پڑھتے تھے:

سہپن نفاست پُھلاں دا سہرا واہ سبحان اللہ محمدؐ دا چہرہ
مصور نے بس انتہا کر ستّی بڑی ریجھ دے نال تصویر کٹی
حسیناں جمیلاں دا منہ موڑ دِتا محمدؐ بنا کے قلم توڑ دیتا

© rasailojaraid.com



وأحسن منك لم تر قط عين ۔۔۔ وأجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب ۔۔۔ كأنك قد خلقت كما تشاء

اور شانِ اولیاؒ کا نقشہ ان اشعار میں بیان کرتے:

تجلی چہریاں تے فاغسلوا دا ۔۔۔ تے جلوہ نور سیماھم وجوہ دا
اُجالا لا إله إلا ھو دا ۔۔۔ تے شعلہ وارکعوا تے واسجدوا دا
زبان وچ ذوق شیریں فاقرءوا دا ۔۔۔ تے وظیفہ فاذکروا تے واشکرو دا
ہتھاں وچ فیض حتی تُنفقوا دا ۔۔۔ جسم وچ زور بھریا وجاھدوا دا
اکھاں وچ نیر فلیبلوا دی جو دا ۔۔۔ بھروسہ صرف حرف اک لاتقنطوا دا
اوہ عامل ما أتیٰ تے فانتھوا دے
فلا تدعوا مع اللہ، لا تعبدوا دے

اس دور میں واعظ تو بے شمار ہیں، جن میں شیریں بیانی اور اثر آفرینی بھی اپنی اپنی جگہ بہت ہے، لیکن مولانا شیخوپوری جیسا خلوص رکھنے والے اور شب زندہ دار مبلغ خال خال ہیں۔ مولانا کے ساتھ سفر وحضر کے ساتھی بیان کرتے ہیں کہ رات ۲ بجے بھی طویل خطاب سے فارغ ہونے کے بعد آپ چند لمحے آرام کے بعد دوبارہ تین بجے نمازِ تہجد کے لئے جائے نماز پر آ کھڑے ہوتے۔ آپ نے ساری زندگی توحید وسنت کی دعوت وتبلیغ میں صرف کردی اور اس کے لئے پاکستان کا قریہ قریہ چھان مارا۔

آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز حافظ عبد اللہ محدث روپڑی کی زیر نگرانی کیمبل پور میں قائم درسگاہ سے کیا، جہاں ان کے برادرِ خورد حافظ عبد الرحمٰن روپڑی سے آپ نے پہلا سبق لیا اور صرف ونحو کی کتب بھی اُنہیں سے پڑھیں۔ اس دور کے عظیم خطیب مولانا حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی نے آپ کو خطابت کے رموز واسرار سکھائے اور اس فن میں طاق کیا۔ مولانا شیخوپوریؒ لکھتے ہیں:

”دعوتی میدان میں اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بہترین ساتھی عطا کردیے تھے: حافظ عبد القادر روپڑی اور حافظ محمد اسمٰعیل روپڑی۔ دونوں بھائی مجھے اپنا تیسرا بھائی قرار دے کر اکثر جلسوں میں ساتھ رکھتے، پہلے میری تقریر کراتے۔ میں اکثر سنتا کہ میں تقریر کررہا ہوتا اور حافظ محمد

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com



اسمٰعیل میرے پیچھے بیٹھے میرے لئے دعا کررہے ہوتے: اللھم أیدہ بروح القدس ان کی پرخلوص دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت تیزی سے مجھے سٹیج پر آنے کی توفیق بخشی۔'' (والدی ومشفقی از مولانا عطاء الرحمٰن بن مولانا شیخوپوری:ص ۸۵)

آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار داعی اور خطیب تیار کرنے، ان کو پروان چڑھانے اور منبر رسولؐ کے تقدس کے رموز سکھانے کے علاوہ کئی دینی مراکز بھی قائم کئے۔ شیخوپورہ میں آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی ایک دینی مرکز کو تعمیر کرکے، آباد کرنے اور اس میں اسلام کی تبلیغ و تعلیم کا خاطرخواہ انتظام کرنے کے بعد آپ اگلی جگہ کی راہ لیتے اور اس مرکز کو بھی یوں ہی تعمیر کرتے، آباد کرتے اور اس کو توحید وسنت کا گہوارہ بناتے۔ مولانا شیخوپوری کے خطاب میں تمثیلی انداز بڑا مؤثر ہوتا اور آپ کئی مثالوں سے، اشعار سے اور خوبصورت لے میں تلاوت کئے گئے قرآن کریم سے سامعین تک اپنا پیغام پہنچانے میں خوب کامیاب رہتے۔ آپ کی ذات اس دور میں ایک مخلص داعی اسلام کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھی۔

عمر مبارک کی چلتے پھرتے ستاسی بہاریں گزارنے کے بعد آپ کو مختصر سا بخار ہوا، جو کہ مومن کی کوتاہیوں کا کفارہ ہوتا ہے اور آپ نے جان، جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ آپ کی وفات کی خبر جنگلی آگ کی طرح ملک اور بیرونِ ملک میں پھیلی، دور دور سے آپ کے عقیدت منداور میرے جیسے روحانی فرزند ہزاروں کی تعداد میں آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ پہلی نمازِ جنازہ حضرت مولانا معین الدین لکھوی نے نہایت رقت سے پڑھائی کہ لوگوں کی آہیں نکل گئیں اور وہ سسکیاں بھر کر رورہے تھے۔ دوسری مرتبہ کمپنی باغ شیخوپورہ میں آپ کی نمازِ جنازہ حافظ محمد یحییٰ میرمحمدی نے پڑھائی۔ بلاشبہ آپ کا جنازہ تاریخی تھا، اگر اس دن بارش نہ ہوتی تو بلا معاوضہ لاکھ نہیں بلکہ لاکھوں نے شمولیت کرنی تھی تاہم پھر بھی عقیدت مند نصف پنڈلیوں تک پانی میں صفیں باندھ کر نمازِ جنازہ میں دعائیں مانگتے رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان مولانا عطاء الرحمٰن، حافظ محمد خالد، مولانا عزیز الرحمٰن وغیرہم کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

''سلام اللہ علیك محمد حسین ورحمته ماشاء أن یترحما
وما کان ھلك حسین ھلك واحد ولکن بنیان القوم تھدما''

www.KitaboSunnat.com